غضنفر

غضنفر 9 مارچ 1953ء کو بہار کے گوپال گنج ضلع کے چورانو میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گانو کے مدرسے اور اسکول میں پائی۔ گوپال گنج کالج سے بی۔اے۔ کرنے کے بعد بہار یونی ورسٹی، مظفر پور میں ایم۔اے۔ (اردو) کے لیے داخلہ لیا لیکن 1974ء کی تحریک کی سرگرمیوں کی وجہ سے صوبۂ بہار میں یونی ورسٹیاں بند کر دی گئیں اور اسی دوران غضنفر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی پہنچ گئے جہاں سے انھوں نے اردو زبان وادب میں ایم۔اے۔ اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔

تدریسی پیشہ ورانہ زندگی کا آغاز علی گڑھ میں عارضی لکچرر کی حیثیت سے ہوا۔ پھر یونین پبلک سروس کمیشن نے ان کا سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف انڈین لینگویجز کی اکائی اردو ٹیچنگ اینڈ ریسرچ سنٹر، سولن (ہماچل پردیش) میں بحیثیت لکچرر تقرر کیا۔ بعد میں اردو ٹیچنگ اینڈ ریسرچ سنٹر، لکھنؤ کے پرنسپل کے لیے ان کا یو۔پی۔ایس۔سی۔ کے ذریعہ انتخاب عمل میں آیا۔ فی الوقت وہ اسی عہدے پر فائز ہیں اور لکھنؤ میں مقیم ہیں۔

غضنفر کی ادبی زندگی کا آغاز ایک ہندی ڈراما ''کوئلے سے ہیرا'' سے ہوا۔ اس کی اشاعت 1971ء میں ہوئی تھی۔ ''مشرقی معیارِ نقد'' عنوان سے انھوں نے 1978ء میں ایک تنقیدی کتاب شائع کی۔ اس دوران وہ لگاتار نظمیں، غزلیں کہتے رہے اور رسائل میں ان کی اشاعت بھی ہوتی رہی۔ لیکن ہماچل پردیش میں ملازمت کے زمانے میں انھوں نے فکشن کی طرف توجہ کی۔ 1989ء میں ان کا ناول ''پانی'' شائع ہوا۔ اسی زمانے میں عبدالصمد کا ناول ''دو گز زمین'' اور پیغام آفاقی کا ناول ''مکان'' منظرِ عام پر آئے۔ ان تینوں ناولوں کو ہم عصر اردو ناولوں کی تاریخ میں نشاۃ الثانیہ کا درجہ حاصل ہے۔

غضنفر نے ''پانی'' سے جو سلسلہ قائم کیا، وہ کینچلی (1993ء)، کہانی انکل (1994ء)، مم (1998ء)، دو یہ بانی (2000ء)، فسوں (2003ء)، وش منتھن (2004ء) کی متواتر اشاعتوں سے مزید مستحکم ہوا۔ ''زبان وادب کے تدریسی پہلو'' اور ''تدریسِ شعر وشاعری'' ان کی دیگر علمی کتابیں ہیں۔ ان کا شعری مجموعہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے۔ 2006ء میں ان کے افسانوں کا مجموعہ ''حیرت فروش'' کے نام سے شائع ہوا۔ ''دو یہ بانی'' کا ہندی زبان میں بھی ترجمہ شائع ہوا۔

معاصر فکشن نویسوں میں غضنفر اپنے تجرباتی ذہن کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ ایک ناول کے بعد دوسرے ناول میں ان کا بدلا ہوا اسلوب اہمیت کا حامل ہے۔ ان کی نثر میں بے پناہ انشا پردازانہ قوت موجود ہے۔ داستانی زبان، استعاراتی زبان اور روایتی بیانیہ ہر انداز کو انھوں نے اپنے ناولوں میں آزمایا ہے۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

غضنفر

ناول

پانی

(اقتباس)

بے نظیر ایک ہارے ہوئے جواری اور ناکام شکاری کی صورت پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اترا اور لڑھکتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

پیڑوں سے ٹکراتا............ پہاڑوں سے پھسلتا اور پتھروں سے ٹھوکر کھاتا............ڈگمگاتا............ گرتا................سنبھلتا بیابان کی ایک ایسی وادی میں پہنچا جہاں اسے ایک بڑی سی عمارت اور عمارت میں جھلملاتی ہوئی روشنی دکھائی پڑی۔ دشت دیدہ خزاں رسیدہ آنکھیں چمک اٹھیں۔ پانو روشنی کی سمت بڑھ گئے۔

وہ ایک عظیم الشان دروازے میں داخل ہوا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا ایک وسیع و عریض ہال میں پہنچ گیا۔

حیرت انگیز ہال کے اندر اسے گھڑوں جیسے سر اور نادار بونوں کی طرح دھڑ والی عجیب الہیئت محیّر العقول مخلوق اپنی بڑی بڑی بے ڈول آنکھوں پر موٹے موٹے عینک چڑھائے مختلف الانواع مشغلوں میں مشغول نظر آئی۔

بے نظیر کی آنکھیں پھیل گئیں۔ نگاہیں ہال کی حیرت افزا اشیا کے محاسبے میں مصروف ہو گئیں۔

سفید دیواروں پر سیاہ برقی تاروں کا سلسلہ اوپر سے نیچے، نیچے سے اوپر............دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں تک مکڑی کے جالے کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ شفاف شیشے کی چھت پر روشنی کی نہریں بہہ رہی تھیں جن کے اندر سے رنگ برنگ کے ہیولے ابھر رہے تھے۔

دیواروں کے کنارے چاروں طرف تھوڑی تھوڑی سی دوری پر لمبی چوڑی میزیں بچھی تھیں جن پر طرح طرح کی چیزیں بکھری پڑی تھیں۔ میزوں کے پاس محیّر العقول مخلوق مطالعوں، مشاہدوں اور مراقبوں میں مستغرق تھی۔

ان میں سے کچھ کے آگے بڑی بڑی ضخیم کتابوں کے اوراق کھلے تھے۔ کچھ کے سامنے کانچ کے چھوٹے بڑے جاروں میں رنگ برنگ کے رقیق مادّے بھرے پڑے تھے۔

کچھ میزوں کے اوپر عجیب و غریب قسم کے برقی آلات بکھرے پڑے تھے تو کچھ کے اوپر دخانی اوزار گڑے تھے۔

کچھ نگاہوں کے آگے ایک بورڈ پر برقی قمقمے جل بجھ رہے تھے جن کے بٹنوں پر اُن کی چھوٹی چھوٹی انگلیاں ٹکی تھیں اور نظریں بورڈ پر بنی مختلف سائز کی گھڑیوں کی چھوٹی بڑی سوئیوں کے حرکات و سکنات پر مرکوز تھیں۔

کچھ اُنگلیاں بجلی کے نیلے پیلے، ہرے اُجلے اور سرخ تاروں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنے میں مشغول تھیں۔

کچھ کی آنکھیں چھت پر اُبھرنے والے ہیولوں پر مرکوز تھیں تو کچھ کی نگاہیں خوردبین کے شیشوں پر جھکی تھیں۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

بے نظیر انوکھی اشیا کی جاذبیت اور عجیب الہیت ہستیوں کی محویت میں منہمک تھا کہ اسے اپنی پُشت پر انگلیوں کی ہلکی سی تھپتھپاہٹ محسوس ہوئی۔ نگاہیں پیچھے پلٹ آئیں۔ ویسی ہی ایک عجیب الہیت ہستی سامنے کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

''تم کون ہو؟ یہاں کس طرح اور کس لیے آئے ہو؟''

''میں ایک پیاسا ہوں۔ پانی کی تلاش میں بھٹکتا ہوا ادھر آ نکلا ہوں۔ آپ کون ہیں؟ بیابان میں یہ عمارت کیسی ہے اور یہاں کیا ہو رہا ہے؟''

''میں ایک محقق ہوں اور یہ عمارت دارالتحقیقات ہے۔ یہاں موجودات کا مطالعہ ہوتا ہے۔ غیر موجودات کی کھوج کی جاتی ہے۔ اشیا کی ماہیت معلوم کی جاتی ہے۔ کائنات کے اندر ہونے والے تغیّرات کے اسباب و علل کا پتا لگایا جاتا ہے۔ اس جہانِ بے کنار میں امکانات پر غور وخوض کیا جاتا ہے۔ نئے نئے حقائق دریافت ہوتے ہیں اور ایجادات و انکشافات سے دنیا کو روشناس کیا جاتا ہے۔''

''لگتا ہے، میں مناسب مقام پر آ پہنچا ہوں، شاید اب میری مشکل آسان ہو جائے۔''

''تمھاری کیا مشکل ہے؟ کون سا پیچیدہ مسئلہ ہے جس کی عقدہ کشائی چاہتے ہو؟''

''جناب میری بس ایک ہی مشکل ہے اور وہ ہے میری پیاس، یہ پیاس!''

آواز رُک گئی اور زبان خشک ہونٹوں پر پھرنے لگی۔

''واقعی تم بہت پیاسے لگتے ہو۔ میں ابھی آیا۔'' وہ ایک میز کے پاس جا کر لوٹ آیا۔

''لو! اسے چوسو! یہ آبیاژہ ہے۔ اس سے تمھاری پیاس بجھ جائے گی۔'' اس نے اپنے ہاتھ کی سفید چوکور ٹِکیا بے نظیر کی طرف بڑھا دی۔

''کیا سچ مچ اس سے پیاس بجھ جائے گی؟'' بے نظیر نے ٹِکیا اپنے ہاتھ میں لے کر نگاہیں اس پر مرکوز کر دیں۔

''چوس کر دیکھو! تمھیں خود ہی اندازہ ہو جائے گا۔''

''اچھا!'' اس نے ٹکیے کو منھ سے لگالیا۔

''کیسا ہے؟''

''ٹھنڈا ہے۔''

''اور ذائقہ؟''

''میٹھا ہے۔''

''اچھا لگ رہا ہے؟''

''ہاں لگ رہا ہے۔''

''یہ ہماری دریافت ہے۔..............اب سناؤ! اپنی پیاس کے متعلق تم اور کیا کہنا چاہ رہے تھے؟''

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

''پیاس! ہاں، یاد آیا.............میں اپنی پیاس کے بارے میں کہہ رہا تھا۔'' ایک بڑی سی چسکی لے کر اس نے ٹکیے کو زبان سے الگ کرلیا۔ زبان ہونٹوں پر جمے آبیاژہ کے قطروں کو چاٹنے لگی۔

''کیا کہہ رہے تھے؟''

''یہی کہ ہماری پیاس نے اس بیابان میں ایک تالاب تلاش کیا جس پر مگرمچھوں کا قبضہ تھا۔ تالاب سے پانی حاصل کرنے کے لیے ہمیں ان مگرمچھوں سے جنگ کرنی پڑی۔ اتفاق سے جنگ میں ہم جیت گئے۔ مگرمچھ تالاب سے بھاگ کھڑے ہوئے لیکن جاتے جاتے کم بخت تالاب کے پانی میں زہر گھول گئے۔ بڑی مشکل اور جاں فشانی سے ہم نے کو زہر مہرہ کو کاٹ کر اس کے سبز پتھروں سے زہر کے اثر کو زائل کیا۔ تشنگی مٹ جانے کے بعد ہم تالاب کی حفاظت کے لیے اپنے کچھ ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ گئے۔ کچھ دنوں بعد ہمیں پھر پیاس محسوس ہوئی اور ہم اپنی پیاس بجھانے واپس آئے تو تالاب کو غائب پایا۔ تالاب کی جگہ بلند و بالا چہار دیواری دیکھ کر ہماری حیرانی بڑھی اور ہم تالاب کی تلاش میں پہاڑ کی چوٹی پر جا چڑھے۔ ہماری حیرت اور بڑھ گئی جب ہم نے تالاب کو چار دیواری میں گھرا دیکھا، محافظ دستوں کو غائب پایا اور سطحِ آب پر پھر سے تیرتے ہوئے مگرمچھوں کی سرگوشیاں سنیں اور ان سرگوشیوں میں انسانی لہجہ محسوس کیا، تب سے ہمارے حواس حیران اور اذہان پریشان ہیں اور ہم اس بیابان کی خاک چھانتے پھر رہے ہیں۔ ہم تو ان حادثات اور تغیّرات کی وجوہات سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ حضرات ان حیرت آفریں واقعات کے اسباب بتا سکیں اور تالاب کو مگرمچھوں سے آزاد کرا کر ہمیں تشنگی سے نجات دلا سکیں۔''

''تمھاری روداد بڑی حیرت انگیز اور دل چسپ ہے۔ ہم اس میں ضرور دل چسپی لینا چاہیں گے۔ تم یہیں بیٹھ کر آبیاژہ چوسو، میں تمھارے اس مسئلے کو اپنے رفقا کے سامنے رکھتا ہوں۔ یقین جانو تمھارے اس عقدے کا حل ہم ضرور تلاش کریں گے۔''

وہ ہال کے وسط میں جا کر کھڑا ہو گیا۔

''شوشیوششا نگ!'' اس عجیب الہیت مخلوق کے ہونٹوں سے یہ عجیب و غریب قسم کی آواز نکل کر ہال میں گونج پڑی۔

گھڑوں جیسے سروں والے تمام بونے چونک پڑے اور اپنے اپنے کاموں کو چھوڑ کر اس کے قریب جمع ہو گئے۔ سب کی آنکھیں اپنے اپنے عینکوں سے نکل کر اس کے عینک میں داخل ہو گئیں۔

''بوبیوبیانگ.........آیوآیاژانگ.........نونیونیانگ.........توتیوتانگ.........جوجیو جُتانگ۔''

عجیب الخلقت مخلوق کے ان عجیب الصوت کلمات پر کھچپچیوں جیسے دھڑوں پر ٹکے تمام گھڑے ہلنے لگے۔

''سعوسعیوسعانگ'' اس کی آنکھیں انھیں تکنے لگیں۔

''ہوہیوہہانگ! سعوسعیوسانگ۔'' ہلتے ہوئے گھڑے بج اٹھے۔

اس عجیب الہیت مخلوق کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس کے ننھے ننھے پانو ایک میز کے پاس جا کر واپس بے نظیر کے پاس لوٹ آئے۔ دوسرے تمام محیّر العقول بونے اپنی اپنی نشستوں پر پہنچ گئے۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

''لو، آبیاژون کا یہ بکس اپنے پاس رکھو اور دروازے کے پاس بیٹھ کر اطمینان سے انھیں چوستے رہو۔ ہم تمھارے مسئلے کی عقدہ کشائی میں مشغول ہونے جا رہے ہیں۔'' وہ آگے بڑھ کر ایک میز کے پاس خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی انگلیاں اور آنکھیں علم و عمل میں مصروف ہو گئیں۔

بے نظیر ہال سے نکل کر دار التحقیقات کے دروازے کے پاس آ گیا اور نتائج کے انتظار میں شب و روز گزارنے لگا۔ وقت کو پر لگتے رہے۔ پرواز بلند ہوتی گئی۔ انتظار کی ساعتوں کے درمیان اسے اکتاہٹ محسوس ہونے لگی۔ کچھ عرصے تک اس نے صبر و تحمل سے کام لیا لیکن آخر کار وہ حد بھی آ پہنچی جہاں سے آگے جانا ناممکن ہو جاتا ہے۔

اُکتا کر وہ کھڑا ہو گیا۔

اس کے قدم ہال کے اندر داخل ہو گئے۔ وہ اس عجیب الہیت بونے کے پاس پہنچ گیا جس نے اس کی مشکل کی عقدہ کشائی کا یقین دلایا تھا۔

''کچھ معلوم ہوا؟''

''کو کیو کا نگ؟'' بے نظیر کی آواز پر وہ چونک پڑا۔ اس کی نگاہیں آلات سے ہٹ کر بے نظیر کے اکتاہٹ سے بھرے چہرے پر مرکوز ہو گئیں۔

''نہیں، ابھی کچھ نہیں معلوم ہوا۔''

''وقت تو کافی لگ گیا؟''

''کام دشوار ہے، وقت تو لگے گا ہی۔''

''اتنا وقت لگ گیا اور کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا؟''

''تمھارے جس کام کا بیڑا ہم نے اٹھایا ہے، وہ اتنا مشکل ہے کہ اس کے لیے اتنا وقت کچھ بھی نہیں ہے۔ لگتا ہے تم کچھ زیادہ ہی اوب گئے ہو...... آؤ میرے ساتھ!''

''کہاں؟''

''آؤ تو، معلوم ہو جائے گا۔'' وہ اُٹھ کر دروازے کی سمت بڑھ گیا۔ بے نظیر خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ ہال کے دروازے سے نکل کر اس عجیب الہیت مخلوق کے پانو داہنی طرف مڑ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک گنبد نما گول سے کمرے کے پاس رک گیا۔ بے نظیر بھی قریب آ گیا۔ اس نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ سفید دیوار پر رکھ دیا۔ ہاتھ پڑتے ہی دیوار میں ایک بڑا سا شگاف بن گیا۔ اس کے قدم اندر داخل ہو گئے۔ بے نظیر کے پانو شگاف کے پاس پہنچ کر ٹھٹھک گئے۔

''گھبراؤ نہیں، بے خوف و خطر اندر آ جاؤ!''

بے نظیر کے ٹھٹھکے ہوئے پانو شگاف میں داخل ہو گئے۔ اس کے اندر پہنچتے ہی شگاف بند ہو گیا۔ دیوار پر شگاف کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

"دیوار پر ہاتھ رکھنے سے شگاف پھرا ابھرآئے گا۔ آؤ اندر چلیں۔" وہ آگے بڑھ گیا۔

بے نظیر کے پانو آہستہ آہستہ ڈرتے ہوئے آگے کھسکنے لگے۔ نگاہیں در و دیوار کے محاسبہ میں مصروف ہوگئیں۔

کشادہ کمرے میں دودھیا روشنی جھلملا رہی تھی۔ چھت اور دیواروں کا سیاہ روغن سفید روشنی میں اور بھی چمچما رہا تھا۔ سامنے کی دیوار پر ایک بڑا سا محدّب شیشہ آویزاں تھا۔ شیشے کے دونوں پہلوؤں میں لکڑی کے بورڈ پر ان گنت بٹن ٹنکے تھے۔ داہنے پہلو کے بورڈ پر بٹنوں کے اردگرد بوقلموں قمقمے جل رہے تھے جن میں سے رنگ برنگ کی روشنیاں نکل رہی تھیں۔ بائیں پہلو کے بورڈ کے نیچے ایک چکنی چمکیلی لکڑی کا بکس نصب تھا جس کے اوپری سرے سے ذرا نیچے ایک چوکور سوراخ بنا تھا اور اس سوراخ کے بالکل قریب میں ایک سرخ رنگ کا بٹن چمک رہا تھا۔

"آپ مجھے یہاں کس لیے لائے ہیں؟"

"تمھاری اکتاہٹ دور کرنے کے لیے۔"

"کیا کہا......؟ یہاں میری اکتاہٹ دور ہو جائے گی؟"

"ہاں، یہاں تمھارے چہرے سے یہ بدرنگ لکیریں اتر جائیں گی۔ آنکھوں سے بیزاری کے بادل چھٹ جائیں گے اور دل میں بے کیفی کی جگہ کیف آگیں کیفیت محسوس ہوگی۔"

"مجھے تو نہیں لگتا کہ اس بند کمرے میں ایسا کچھ ہوگا۔"

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟ لو، خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو!" اس نے ہاتھ بڑھا کر شیشے کے داہنے پہلو کے بٹنوں میں سے ایک بٹن کو دبا دیا۔

بے جان دیوار میں جان پڑ گئی۔ ساکت شیشہ متحرک ہو گیا۔ خاموشی بولنے لگی۔

لفظ و معنی

وادی	-	گھاٹی، دو پہاڑوں کے درمیان کی زمین
عظیم الشان	-	بڑی شان والا
وسیع	-	چوڑا، پھیلا ہوا
عریض	-	چوڑا
ہیئت	-	بناوٹ، شکل
محیّر العقول	-	عقل کو حیرانی میں ڈالنے والا، عجیب و غریب
انواع	-	نوع کی جمع، طریقے، قسمیں
حیرت افزا	-	حیرانی بڑھانے والا

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

محاسبہ	-	حساب، پڑتال، پوچھ گچھ
شفاف	-	نہایت صاف
ہیولا	-	تصویر کا خاکا، صورت
مشاہدہ	-	دیکھنا
مراقبہ	-	خدا کا دھیان، سوچ بچار
مستغرق	-	ڈوبا ہوا
ضخیم	-	موٹی چیز
جار	-	مٹی یا شیشے کا مرتبان
دخانی	-	دھویں یا بھاپ سے چلنے والا
مرکوز	-	گڑا ہوا، جمایا ہوا
جاذب	-	جذب کرنے والا، خشک کرنے والا، کھینچنے والا
محویت	-	خیال میں گم یا غرق ہونے کی کیفیت
منہمک	-	کام میں بے حد کوشش کرنے والا، انہماک رکھنے والا
پُشت	-	پیٹھ
محقق	-	تحقیق کرنے والا
دارالتحقیقات	-	تحقیق کا گھر، تحقیقی مرکز
موجودات	-	موجود کی جمع، مخلوقات، وہ تمام چیزیں جو خدا نے پیدا کی ہیں
ماہیت	-	حقیقت، کیفیت
کائنات	-	دنیا
تغیّرات	-	تغیّر کی جمع، تبدیلیاں
علل	-	عِلّت کی جمع، اسباب، وجہیں
بے کنار	-	جس کا کنارہ نہ ہو
غور وخوض	-	غور وفکر، سوچ بچار
انکشافات	-	انکشاف کی جمع، کھولنا، کُھلنا
روشناس	-	واقف کار، جان پہچان والا
پیچیدہ	-	مشکل، لپیٹا ہوا
عقدہ کشائی	-	گرہ کھولنا، مشکل آسان کرنا

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

کیف آگیں – مستی سے بھرا ہوا
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا – جو کچھ ظاہر ہے، اسے بیان کرنے کی ضرورت ہی کیا
جاں فشانی – محنت، کوشش
زہر مہرہ – ایک قسم کا پتھر جو زہر جذب کر لیتا ہے
زائل – دُور ہونے والا، کم ہونے والا
تشنگی – پیاس
اذہان – ذہن کی جمع
قاصر – مجبور
روداد – کیفیت، حالت
وسط – بیچ، درمیان
صوت – آواز، صدا
شگاف – دراڑ، درار، چیرہ
محدّب – اُبھرا ہوا
آویزاں – لٹکا ہوا، معلق
بوقلموں – رنگا رنگ
نصب – کھڑا کرنا، لگانا، قائم کرنا
کیف – نشہ، خمار

آپ نے پڑھا

- ☐ غضنفر نے اپنے ناول 'پانی' اور بعد کے ناول 'مم' میں پانی کی تلاش، پیاس کا مداوا اور پانی کی حصولیابی کو موضوع بنایا ہے۔ ماہرین کا ماننا ہے کہ تیسری عالمی جنگ پانی کی وجہ سے ہوگی۔ دنیا میں پانی دکھائی دیتا ہے لیکن پینے کے لیے ہر آدمی کو دستیاب نہیں۔ مگر چاہیے سب کو۔ سب کی زندگی کے لیے یہ لازم ہے۔ اِسی لیے دنیا کے مختلف گوشوں میں پانی کی وجہ سے تصادم شروع ہو چکا ہے۔ خود ہمارے ملک کے متعدد صوبوں میں ندیوں کے پانی کے سبب برسوں سے تنازعات قائم ہیں۔
- ☐ ناول میں تکنیکی نیرنگیاں اور تجربات بہت ہیں، اس لیے ان مسائل کے کئی ابعاد بھی روشن ہو جاتے ہیں۔ تالاب پر مگرمچھوں کا قبضہ ہونا استحصال کی صورتِ حال کی طرف واضح اشارہ ہے۔ اسی لیے ناول نگار کو پانی پر ظالموں کی حکمرانی تشویش ناک معلوم ہوتی ہے۔ عوام مقابلہ کر کے مگرمچھوں (ظالم قوتوں) کو دُور بھگانے میں کامیاب

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

رہے، تب بھی صاف پانی میں مگرمچھ زہر گھول گئے۔ بعد میں لوگوں کو زہریلے پانی کی صفائی کا انتظام کرنا پڑا۔ تب جا کر لوگوں کے لیے پینے کا پانی دستیاب ہوسکا۔

- لیکن تالاب کے پہرے داروں کی کوتاہی سے تالاب کو ظالم قوتوں نے اونچی چہار دیواری میں پھر قید کر لیا اور دوبارہ مگرمچھوں کا تالاب پر قبضہ ہوگیا۔
- غضنفر نے پانی کی تلاش اور اُس کے پیچ در پیچ مسائل کو جادوئی حقیقت نگاری (Magical Realism) کے انداز میں پیش کیا ہے۔ کبھی محسوس ہوتا ہے کہ کوئی آسمانی واقعہ بیان کیا جارہا ہے اور کبھی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے آس پاس کی زندگی کے مسائل و مباحث زیر بحث ہیں۔ دھوپ چھانو کی یہ تکنیک موجودہ سبق کے آغاز سے انجام تک دیکھنے کو ملے گی جس سے تجسس میں اضافہ ہوتا ہے۔
- غضنفر نے ''آبیاژہ'' شے کی ایجاد کر کے پیاس سے نجات حاصل کرنے کا جو نسخہ سُجھایا ہے، اس کی طنزیہ جہت سے مسئلے کی سنگینی کا پتا چلتا ہے۔ یہ بھی خوب ہے کہ لوگوں کو پانی تو نہیں دیا جائے لیکن پیاس کے بدلے ایک چاکلیٹ سے کام چلا لینے کی صلاح دی جائے۔ دواؤں اور قیمتی دواؤں کی مار سے پریشان عوام سے ہمیشہ کے لیے پانی کو الگ کر دیا جائے۔
- غضنفر نے داستانی، افسانوی اور جادوئی تمام سلسلوں کو اس ناول میں آزمایا ہے لیکن ان کا مقصد واضح ہے کہ وہ انسانیت کو اس کے فطری حقوق سے دست بردار کیے جانے کی مخالفت کرتے رہیں گے۔ ہوا، دھوپ، پانی اور زمین آدمی کو چاہیے اور یہ سب اس کے فطری حقوق ہیں، انھیں غصب کرنے والے ظالم ہیں جن سے ہمیں بہر طور مقابلہ آرا ہونا ہے۔

آپ بتائیے

1- ناول ''پانی'' کے تخلیق کار کا نام بتائیے۔
2- مصنف کب پیدا ہوئے؟
3- غضنفر کا تعلق کس صوبے سے ہے؟
4- دارالتحقیقات کے معنی بتائیے۔
5- بے نظیر کس شے کی تلاش میں پریشان تھا؟
6- ''آبیاژہ'' کیا ہے اور اس کے کون سے فائدے ہیں؟
7- کہاں کے لوگوں نے ''آبیاژہ'' دریافت کیا؟
8- ''آبیاژہ'' کیسا تھا اور اس کا ذائقہ کیسا تھا؟
9- تالاب کے پانی میں زہر کس نے گھولا؟
10- زہر کے اثر کو کس چیز سے زائل کیا گیا؟

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

11- ''کوکیوکا نگ'' کس کا نام تھا؟
12- غضنفر کے تین ناولوں کے نام بتائیے۔

دیے گئے جمع الفاظ کے واحد بنائیے۔

تغیرات	اسباب	علل	انکشافات	ایجادات	امکانات
تحقیقات	موجودات	مشکلات	حادثات	حضرات	

مختصر گفتگو

1- غضنفر نے پیشے ورانہ زندگی کا آغاز کس حیثیت سے کیا اور اب وہ کس عہدے پر فائز ہیں؟
2- اپنی ادبی زندگی کا آغاز غضنفر نے کس صنف سے کیا؟ کیا آج اُن کی شہرت کسی دوسری صنف کی وجہ سے ہے؟
3- بے نظیر اور اس کے ساتھیوں کو تالاب سے پانی حاصل کرنے کے لیے کیوں جنگ کرنی پڑی؟
4- تالاب کے غائب ہو جانے کا واقعہ اپنے الفاظ میں قلم بند کیجیے۔
5- ''شوشیوشا نگ'' اس آواز سے بونوں پر کیا اثر پڑا؟
6- بے نظیر کی اکتاہٹ دور کرنے کے لیے بونے اُسے کہاں لے گئے؟

تفصیلی گفتگو

1- غضنفر فکشن کی جانب کب متوجہ ہوئے اور اس کے بعد ان کی ادبی سرگرمیاں کیسی رہیں؟
2- غضنفر کے دو ہم عصر ناول نگاروں کے نام بتائیے اور ان کے ایک ایک مشہور ناول کا تعارف پیش کیجیے۔
3- غضنفر کی ادبی سرگرمیوں کا تعارف دو سو الفاظ میں کرائیے۔
4- عمارت دار التحقیقات میں بے نظیر نے کیا کیا دیکھا؟ تفصیل سے لکھیے۔
5- ''آبیاژہ'' کی تحقیق سے کیا ریگستانوں کا معاملہ حل ہو سکتا ہے؟ آبیاژہ اور پیاسے افراد کے بارے میں بتائیے۔

آیئے، کچھ کریں

1- غضنفر کے ناول ''پانی'' کی کاپی اپنی لائبریری میں تلاش کیجیے اور اسے پورا پڑھ جائیے۔
2- ''پانی'' کے ساتھ دو اور ناول ''دوگز زمین'' اور ''مکان'' بھی منظر عام پر آئے۔ آپ ان دونوں ناولوں کو پڑھ کر ''پانی'' سے موازنہ کریں۔ ان میں آپ کو کون سا ناول پسند آیا، اس کی وجوہات ایک چارٹ پر درج کر کے اپنے استاد کو دکھائیے۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

ڈراما

دنیا کے قدیم ادب کے ابتدائی نمونے شعری ڈرامے کی شکل میں ملتے ہیں۔ یونانی اور سنسکرت ادب میں تخلیق وتنقید کی تمام ابتدائی روایتیں ڈرامے سے ہی متعلق رہی ہیں لیکن اردو میں ڈراما نگاری کی کسی قدیم روایت کا سُراغ اب تک نہیں مل سکا۔ اردو میں ڈراما نگاری عہدِ جدید کی دین ہے۔ اردو میں ڈرامے کی ابتدا کا سہرا اَودھ کے نوابوں کے سر ہے جہاں تہذیبی اور معاشرتی زوال کی ایک دل چسپ جلوہ گری ادبی تخلیقات کے آئینے میں ملتی ہے۔ شجاع الدولہ کی ادب وثقافت سے محبت نے دلّی کے مقابلے میں لکھنؤ کو شعروادب کا مرکز بننے میں جو سہولت عطا کی؛ اسی کا عروج آخری نواب واجد علی شاہ اختر کی شخصیت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ واجد علی شاہ نے رام لیلا کے بجائے کرشن لیلا کی طرف توجہ کی اور ناٹک، نوٹنکی اور سوانگ کی ایک ملی جلی شکل ''رہس'' کی ایجاد کی۔ واجد علی شاہ ان ''رہسوں'' میں خود بھی رقص اور اداکاری کرتے تھے۔ 1843ء میں رہس ''رادھا کنھیا'' کے اسٹیج ہونے کی بات سامنے آتی ہے۔ حالاں کہ اس ڈرامے کا جو پہلا نسخہ دستیاب ہے، وہ 1861ء کا ہے۔

واجد علی شاہ کے رہس شاہی اسٹیج پر ہوا کرتے تھے جہاں عام لوگوں کا گزر ممکن نہیں تھا۔ شاہی اسٹیج کی فضیلت اور اہمیت اپنی جگہ لیکن شعروادب کی حقیقی روایتیں عوامی منچ پر ہی پروان چڑھتی ہیں۔ لکھنؤ کے اہلِ قلم اور ڈرامے کے شائقین کے لیے سیّد آغا حسین امانت لکھنوی نے ''اندر سبھا'' کی داغ بیل رکھ کر اسٹیج کو عوام تک پہنچا دیا۔ مرزا امانت نے 1853ء میں اسے پہلی بار اسٹیج کر لیا تھا۔ لکھنؤ میں شاہی اسٹیج اور اندر سبھاؤں کے عروج پر پہنچنے کے ساتھ ہی دیگر موضوعات پر مشتمل ڈرامے بھی آزادانہ طور پر لکھے جانے لگے۔ ایسے ڈراموں کی بہترین مثال کیشو رام بھٹ کے تین ڈرامے ہیں: ''سجاد وسنبل''، ''اندھوں کو آنکھ'' اور ''شمشاد وسوسن''۔

انیسویں صدی میں ہی بہار کے علاوہ بنگال اور بمبئی کی طرف اردو ڈرامے کا کارواں بڑھا۔ اس بیچ بڑے پیمانے پر تھیٹریکل کمپنیاں قائم ہوئیں اور بعض کلب بھی ڈرامے کے لیے وقف ہو گئے۔ اس دور میں پروفیشنل طریقے سے پارسیوں نے ڈرامے کی طرف دھیان دیا۔ انیسویں صدی کے آخری بیس پچیس برسوں میں جو چند مشہور ڈرامے اسٹیج کیے گئے اور جن کی ادبی قدر وقیمت آج بھی قائم ہے، وہ ہیں: بے نظیر بدرِ منیر (رونق بنارسی)، نگاہِ غفلت (طالب بنارسی)، مرقعِ لیلیٰ مجنوں (مرزا ہادی رسوا)، طلسماتِ سلیمانی (بزرگ لاہوری) وغیرہ۔

اردو ڈرامے کے اسی موڑ پر آغا حشر کاشمیری کا ورودِ مسعود ہوتا ہے۔ آغا حشر کاشمیری بیسویں صدی کے

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

صاحبِ طرز لکھنے والوں میں شامل ہیں۔ اردو ڈرامے کی تاریخ جب کسی ایک نام کی تلاش میں نکلتی ہے تو وہ آغا حشر کے علاوہ کوئی دوسری شخصیت نہیں ہوتی۔ اُن کا مشہور ڈراما ''سلور کنگ'' 1910ء میں لکھا گیا تھا۔ آغا حشر نے لاہور میں ''انڈین شیکسپیر تھیٹریکل کمپنی'' بنائی اور ''یہودی کی لڑکی'' ڈراما لکھا جس سے اُن کی شہرت میں اضافہ ہوا۔ 1930ء میں ''رستم وسہراب'' ڈراما تحریر ہوا۔ 1896ء سے 1935ء کے بیچ یکے بعد دیگرے ان کے 33/ڈرامے اور چھ فلمیں سامنے آئیں۔ اُن کے ایک ایک ڈرامے سینکڑوں بار اسٹیج ہوئے۔

جب آغا حشر کی شہرت آفتابِ نصف النہار کی طرح تھی، ایک ایسا ڈراما لکھا جاتا ہے جس نے اردو ڈرامے کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز کر دیا۔ 1922ء میں لاہور کے ایک بائیس برس کے نوجوان امتیاز علی تاج نے ''انار کلی'' نام سے ایک ڈراما لکھا جس کی اشاعت کوئی دس برسوں کے بعد ہوئی۔ تاج نے خود اُسے اسٹیج بھی کیا۔ ایک ایسی کہانی جس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہو لیکن عام لوگوں کے درمیان اس کی مقبولیت سچے واقعے کی طرح قائم ہو، ''انار کلی'' کی یہی طاقت ہے۔ مکالمات، تصادم، کردار نگاری، کشمکش اور تجسّس، گیت اور سنگیت، ڈرامائیت اور موضوع کے اعتبار سے بے مثل اسلوب، کون سا ایسا جزو ہے جسے ''انار کلی'' میں ڈراما نگار نے بلندی تک نہیں پہنچایا؟

آغا حشر اور امتیاز علی تاج کے بعد ڈراما نگاروں میں حبیب تنویر، سیّد عابد حسین اور محمد مجیب کے نام اہمیت کے حامل ہیں۔ اسی زمانے میں اردو کے دیگر ادیب اور شاعروں نے بھی ڈراموں کی طرف توجہ کی۔ سعادت حسن منٹو (آؤ)، راجندر سنگھ بیدی، (سات کھیل)، ابراہیم جلیس (اجالے سے پہلے)، رشید جہاں (بچّوں کا خون)، عصمت چغتائی (دھانی بانکیں) کو اردو ڈرامے کی تاریخ میں بھلایا نہیں جا سکتا۔ آزادی کے بعد ابھرنے والے ڈراما نگاروں میں ڈاکٹر محمد حسن، زاہدہ زیدی، ساجدہ زیدی، شمیم حنفی، کمال احمد اور ظہیر انور کی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ڈراما اور اسٹیج لازم وملزوم ہیں، اسی لیے ڈرامے کے عناصرِ ترکیبی میں اسٹیج کی ضرورتوں کو شامل تصور کیا گیا۔ قصہ اور پلاٹ کے ساتھ مکالمے، کردار، تجسّس، تصادم، نقطۂ عروج اور انجام کو اس صنف میں زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ کرداروں کے درمیان جس قدر ٹکراو کے مواقع آئیں گے، اسی قدر فنی استحکام کی صورت پیدا ہوگی۔ ڈراما اُسی وقت کامیاب المیہ بن سکتا ہے جب تصادم انتہائی حالت میں ہو۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

امتیاز علی تاج

سیّد امتیاز علی تاج 1900ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شمس العلما مولوی سیّد ممتاز علی، سر سیّد کے دوست تھے۔ انھیں عربی، فارسی اور انگریزی میں دست گاہ حاصل تھی۔ یہ جدید تعلیم کے زبردست حامی تھے۔ عورتوں کی تعلیم اور اصلاح کے لیے انھوں نے بیش بہا خدمات انجام دیں۔ ان کا رسالہ ''تہذیبِ نسواں'' عورتوں میں بہت مقبول تھا جو نصف صدی تک نکلتا رہا۔ تاج کی والدہ محمدی بیگم بھی پڑھی لکھی روشن خیال خاتون تھیں اور اپنے شوہر کی تعلیمی سرگرمیوں میں ہاتھ بٹاتی تھیں۔ جو والدین ملک وقوم کی ذہنی تربیت میں مصروف رہیں، وہ اپنے بچّے کی اچھی تربیت سے کیسے غافل رہ سکتے تھے۔ امتیاز علی تاج کے ذہن ودل پر گھر کے علمی ماحول کا نہایت خوش گوار اثر مرتّب ہوا۔ اُنھوں نے کم عمری سے ہی لکھنا شروع کیا۔ بچّوں کے مشہور ہفتہ وار اخبار ''پھول'' سے ان کے لکھنے کا آغاز ہوا جس نے ان کے ادبی مزاج کی تشکیل وتہذیب میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کا صحافتی شعور اس قدر پختہ ہو چکا تھا کہ اپنی طالب علمی کے دوران ہی انھوں نے لاہور سے ''کہکشاں'' کا اجرا کیا۔ والد کے انتقال کے بعد انھوں نے ''تہذیبِ نسواں'' اور ''پھول'' کی ذمّے داری بھی خوش اسلوبی سے نبھائی۔

1958ء میں وہ مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور کے ڈائرکٹر ہوئے۔ وہ دارالاشاعت پنجاب کے علمی وادبی امور کے مشیر اور نگراں بھی تھے۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں انھیں ''ستارۂ امتیاز'' کے خطاب سے نوازا گیا۔

19 اپریل 1970ء میں ان پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ وہ زخموں کی تاب نہ لا سکے اور ان کا وصال ہو گیا۔

امتیاز علی تاج نے شاعری کی اور بچوں کے لیے بہت سی کہانیاں لکھیں لیکن اردو میں انھیں شہرت ''چچا چھکّن'' اور ''انارکلی'' کی وجہ سے ملی۔ جیروم کی کتاب ''تھری مین اِن اے بوٹ'' کے ایک کردار انکل پوجر کو بنیاد بنا کر انھوں نے چچا چھکّن کا کردار تراشا اور اسے اردو کا مقبول ترین مزاحیہ کردار بنا دیا۔ اسی طرح ''انارکلی'' کی داستانِ محبت لکھ کر بہ حیثیتِ ڈراما نگار بقائے دوام کے دربار میں جگہ حاصل کر لی۔ یہ ڈراما زبان و بیان اور پُرزور مکالموں کے اعتبار سے خاصا اہم ہے۔ آج بھی اس کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں آئی۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

انار کلی

(منظرِ سوم)

افراد

جلال الدین محمد اکبر	شہنشاہِ ہند
سلیم	اکبر کا بیٹا اور ولی عہد
بختیار	سلیم کا بے تکلف دوست
رانی	اکبر کی راجپوت بیوی اور سلیم کی ماں
انار کلی	حرم سرا میں اکبر کی منظورِ نظر کنیز
ثریا	انار کلی کی چھوٹی بہن
انار کلی کی ماں	
دل آرام	انار کلی سے پہلے اکبر کی منظورِ نظر کنیز
زعفران	حرم سرا کی ایک شوخ کنیز
ستارہ	حرم سرا کی کنیز، زعفران کی سہیلی
مروارید	حرم سرا کی کنیز، دل آرام کی رازدار
عنبر	حرم سرا کی کنیز، دل آرام کی رازدار
خواجہ سرا کافور	کنیزوں کا داروغہ

مقام	قلعۂ لاہور
زمانہ	1599ء کا موسم بہار

اکبر کی خواب گاہ۔ اُسی رات میں اور تقریباً اُسی وقت۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

ایک مختصر مگر تکلف سے آراستہ حجرہ جس کی چھت ماہی پشت انداز کی ہے۔ دیواروں کا بیش تر حصہ قرمزی مخمل کے بھاری بھاری پردوں سے جن پر سیاہ ریشم کے نقش بنے ہیں، چھپا ہوا ہے۔ صرف سامنے کی دیوار کے درمیانی حصے پر سے پردے سرکے ہوئے ہیں، جہاں ایک خوش وضع جالی دار محراب ہے۔ محراب کے جھروکے میں سے نیلے آسمان پر چند تارے ٹمٹماتے نظر آرہے ہیں۔

ایرانی قالینوں کے فرش پر دائیں کونے میں سونے کے بھاری بھاری جڑاو پایوں کا ایک پلنگ بچھا ہے جس پر تانبے کے رنگ کا پلنگ پوش پڑا ہے۔ سرہانے ایک ہشت پہلو میز پر تلوار اور دوشاخہ رکھا ہے۔ بائیں طرف ایک بیش قیمت تخت پر زری کے کام کی مسند بچھی ہے اور اُس پر تکیے رکھے ہیں۔ دائیں بائیں دیوار کے ساتھ نیچی چوکیوں پر پھول دانوں میں رتن مالا اور کرن پھول کی رنگینیوں میں سے پاڈل، نواری اور نرگس کے پھول اُبھر ابھر کر عطر بیز ہیں۔ کمرے کے درمیان میں اکبر ایک کشمیری فرغل پہنے، ہاتھ ایک ہشت پہلو میز پر ٹکائے کھڑا سامنے گھور رہا ہے۔ پیچھے تخت پر رانی بیٹھی ہے۔

رانی: مہاراج رحم کیجیے۔ پہلے میری التجا تھی، اس کو چھوڑ دیجیے۔ اب میری فرمائش ہے انارکلی کو سلیم کے لیے چھوڑ دیجیے۔

اکبر: انارکلی کو سلیم کے لیے؟ یہ تم کہہ رہی ہو رانی؟

رانی: سب کچھ سوچ کر، سب کچھ سمجھ کر، سب پہلوؤں پر غور کر کے....

اکبر: تمھارا مشورہ ہے کہ میں اپنی زندگی کے تمام خواب چکنا چور کر ڈالوں؟ وہ خواب جو میرے دنوں کا پسینہ، میری راتوں کی نیند، میری رگوں کا لہو، میری ہڈّیوں کا مغز ہیں۔ تمھارا مشورہ ہے کہ میں ان سب کو چکنا چور کر ڈالوں؟

رانی: (کچھ کہنا چاہتی ہے مگر نہیں کہتی، سر جھکا لیتی ہے) اولاد کے لیے کیا کچھ نہیں کیا جاتا؟

اکبر: (دبے ہوئے جوش سے) کیا کچھ نہ کیا گیا؟

رانی: (سر جھکائے ہوئے) پھر اب بھی ہم کیوں نہ صرف ماں اور باپ کا حق ادا کریں!

اکبر: اور کب تک اُس سے اولاد کے فرض کی اُمّید نہ رکھیں؟

رانی: (سر اُٹھا کر) کیوں اُمّید رکھیں؟ ہمیں تو تھے جو اولاد کی آرزو میں سایے کی طرح اداس پھرا کرتے تھے۔ ہمیں تو تھے جو اولاد پا کر دونوں جہاں حاصل کر بیٹھے تھے اور ہمارے ہی لیے تو اس کا ایک تبسّم زندگی کے تمام زخموں پر مرہم تھا۔ ہم تو صرف اس لیے اُس کی تمنا کرتے تھے کہ اس سے ہمارا ویران دل آباد ہو اور ہم اپنی موت کے بعد بھی اُس میں زندہ رہ سکیں۔ پھر اُس سے توقع کیسی؟

اکبر: تم ماں ہو، صرف ماں۔

رانی: (جل کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ ضبط کی کوشش کرتی ہے مگر نہیں رہا جاتا۔ پھٹ پڑتی ہے۔) میں خوش ہوں کہ میں صرف ماں ہوں اور مجھ کو رنج ہے کہ آپ شہنشاہ ہیں، صرف شہنشاہ۔

اکبر: (منھ موڑتے ہوئے) ہم اُسے محبت کی غیر ضروری نرمی سے بگاڑنا نہیں چاہتے۔

رانی: (چڑ کر) سختی ایک نوجوان اور جوشیلی طبیعت کو سنوار نہیں سکتی۔

اکبر: (سر ہلاتا ہوا میز کے دوسری طرف چلا جاتا ہے) لیکن اُسے سنورنا ہی ہوگا۔ سنورے بغیر اس کا قدم ہندستان کے

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

تخت کو نہیں چھو سکتا۔

رانی: وہ آپ کے ہندستان کے تخت کو جہنم سمجھتا ہے۔ جہاں انارکلی ہو، وہ جگہ اُس کے لیے جنّت ہے۔

اکبر: (مڑ کر رانی کو دیکھتا ہے) یہاں تک؟

رانی: اس کی رگوں میں خون جوانی کے گیت گا رہا ہے اور جوانی کی نظروں میں ہندستان ایک عورت سے زیادہ قیمت نہیں رکھتا۔

اکبر: (رانی کو تکتے ہوئے) ہندستان ایک عورت سے سستا ہے؟

رانی: وہ یہی کہتا ہے۔

اکبر: خود سلیم؟

رانی: خود سلیم۔

اکبر: (سامنے مُڑ کر ہاتھ پیشانی پر رکھ لیتا ہے) آہ میرے خواب! وہ ایک عورت کے عشووں سے بھی ارزاں تھے! فاتح ہند کی قسمت میں ایک کنیز سے شکست کھانا لکھا تھا!

رانی: (سر جُھکا کر خاموش ہو جاتی ہے۔ ذرا دیر بعد سر اُٹھا کر) جو ہو چکا بدل نہیں سکتا۔ جو آنے والا ہے، اُسے سدھاریے۔

اکبر: (مایوسی کے قلق اور غصّے سے) اور کیا آئے گا؟ میرے دل کو اُجاڑ دینے کے بعد وہ میرے جسم کو بھی ویران کر ڈالنے کا آرزومند ہے؟

رانی: کیا کہتے ہیں مہاراج! یہ سوچنے سے پہلے وہ اپنی جان گنوا ڈالے گا۔

اکبر: (غم سے سر جھکا کر) اس کے وہی معنی ہیں۔ ہم، ہماری آرزوئیں، ہماری راحت، ہماری زیست، سب اُس کے لیے بے معنی لفظ ہیں۔ اُس کا سب کچھ انارکلی ہے۔ اس کے دل میں ماں باپ کی یہ قدر ہے؟

رانی: اُس کے دل میں اپنی محبت کا اندازہ اس کی موجودہ حالت سے نہ لگائیے۔ یہ جنون آرام سے گزر جانے دیجیے۔ پھر دیکھیے سلیم کیا بن جاتا ہے۔

اکبر: (رانی کو تکتے ہوئے) اور یہ جنون کس طرح گزرے گا؟

رانی: چڑھا ہوا دریا بند لگانے سے نہ رُکے گا۔ اُسے انارکلی کو لے لینے دیجیے۔ وہ اسے اپنی بیگم بنا لے۔ انارکلی کا ہو کر وہ ہمارا سلیم بن جائے گا۔

اکبر: (کچھ دیر سامنے دیکھتا رہتا ہے) اُسے اپنا بنانے کے لیے میں ایک کنیز کا ممنونِ احسان نہیں بننا چاہتا۔ (توقف کے بعد) جو کچھ وہ چاہتا ہے، اسے کرنے دو اور جو کچھ میں چاہوں گا، میں کروں گا۔

رانی: (مایوس ہو کر چلتی ہے اور پلنگ کے قریب پہنچ کر رک جاتی ہے) میں پھر کہوں گی آپ شہنشاہ ہیں، صرف شہنشاہ۔

اکبر: (خاموش ہونے کو ہاتھ اُٹھا کر) ہم اور کچھ نہیں سننا چاہتے۔ ہم سوچیں گے اور کل صبح انارکلی کا فیصلہ......

(انارکلی کی ماں دیوانہ وار اندر گھس آتی ہے)

ماں: انارکلی کا فیصلہ! میری غریب بچّی کا فیصلہ! اُسے بخش دیں ظلِ الٰہی! اے شہنشاہ! اے غریبوں کی قسمت کے والی!

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

اکبر: (حیرت اور غصّے سے) بغیر اجازت یہاں آنے کی جرأت!

ماں: (دوزانو ہوکر) بندے خدا کے حضور میں بغیر اجازت جاسکتے ہیں اور تو خدا کا سایہ ہے۔ مہربان شہنشاہ ہے، اور وہ میری بچّی ہے۔ میری زندگی کی آس ہے۔ خطاوار ہے مگر تو رحیم ہے۔ وہ گنہ گار ہے مگر تو رحیم ہے۔ بخش دے۔ لِلّٰہ اس کو بخش دے۔

اکبر: جاؤ اور فیصلے کا انتظار کرو۔

ماں: میں کہاں جاؤں؟ شہنشاہ! مجھ کو کہیں قرار نہیں (اُٹھ کر رانی کے پانو پکڑ لیتی ہے) بچّے کی ماں ہو۔ ان ٹیسوں کو جانتی ہو۔ میں تمھارے پیروں کو چومتی ہوں۔ کہہ دو مجھے مار ڈالیں۔ میں دنیا سے سیر ہوچکی۔ میرے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالیں۔ مگر اُس ناشاد نے دنیا کا کچھ نہیں دیکھا۔ اُسے بخش دیں۔

اکبر: (دروازے کی طرف رُخ کرکے) اِسے لے جاؤ۔

(خواجہ سرا داخل ہوکر اُسے اٹھاتے ہیں)

ماں: میں یہیں جم کر رہ جاؤں گی۔ یہیں ہوش حواس کھو بیٹھوں گی۔ مجھے ہاتھ پھیلا لینے دو۔ خون کو خون کے لیے التجا کر لینے دو۔ شاید وہ بچ جائے۔ میری جان۔ میرے جگر کا ٹکڑا۔ میری نادرہ! (خواجہ سرا لے جانے کو کھینچتے ہیں)۔ رانی تم بولو! شہنشاہ ایک رحم کی نظر ڈالو! یہ بڑھیا جی اٹھے گی۔

(اکبر سر جھکائے خاموش کھڑا رہتا ہے)

ظالمو! نہ کھینچو۔ رحم! رحم! الٰہی! تو ہی سُن۔ ظلِ الٰہی تو نہیں سنتا۔ اے آسمان! تو ہی مدد دے! رانی مدد نہیں کرتی۔ اُن کے دلوں کو نرم بنا کہ انھیں میرا دُکھ معلوم ہوسکے۔

(اکبر بے قراری سے سرہلاتا ہے۔ خواجہ سرا انارکلی کی ماں کو زور سے کھینچتے ہیں) ہائے! مجھے یوں نامراد نہ لے جاؤ۔ میں یہاں سے نکلتے ہی دم توڑ دوں گی۔ یہ منصف آسمان گر پڑے گا۔ اس ظلم کا، اس قہر کا انتقام لے گا۔ (خواجہ سرا چیختی چلاتی انارکلی کی ماں کو زبردستی لے جاتے ہیں۔ پیچھے پیچھے رانی آنسو پونچھتی ہوئی خاموش چلی جاتی ہے)

اکبر: (توقف کے بعد سر آسمان کی طرف اُٹھا کر) نامراد باپ اور مایوس شہنشاہ۔ یوں تیرے خواب تمام ہوئے (آنکھیں بند کر کے سر جھکا لیتا ہے) دنیا سے، واقعات سے اور تقدیر تک سے لڑنے کے بعد کون جانتا تھا، تجھ کو یہ دردانگیز مرحلہ طے کرنا پڑے گا۔ (گہری آہ بھر کر) جس کے لیے خود سب کچھ کیا تھا، اس سے، اپنی اولاد سے، اپنے شیخو سے الجھنا ہوگا (توقف کے بعد بے قراری سے) یاس! یاس! ہندستان کیوں اور جہاں بانی کی آرزو کیوں (سوچتے ہوئے ملول نظروں سے) اُس کے لیے جس نے ایک حسینہ کی آنکھوں پر باپ کو فروخت کرڈالا۔ اس کو باپ نہیں چاہیے۔ باپ کی محبت نہیں چاہیے۔ باپ کا ہندستان نہیں چاہیے۔ وہ صرف انارکلی کو لے گا۔ ایک کنیز کو جو اُسے انداز دکھائے۔ اس کے سامنے ناچے اور اس سے اشارے کنائے کرے (ہاتھ پیشانی پر رکھ لیتا ہے) آہ میرے خواب! میرے خواب! (انتہائی مایوسی کے عالم میں مُڑ کر تخت تک پہنچتا ہے اور اس کے قریب خاموش کھڑا ہو جاتا ہے) کل رات وہ اپنی

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

جنّت میں تھا۔ اگر دل آرام نہ دکھاتی۔ کہاں ہے وہ؟ وہ ضرور کچھ زیادہ جانتی ہوگی۔ (مڑ کر تالی بجاتا ہے)
(خواجہ سرا داخل ہوتا ہے)

اکبر: دل آرام!
(خواجہ سرا اُلٹے پانو واپس جاتا ہے)
(تخت پر بیٹھ کر) میرے ہی بیٹے کی محبت اگر ایک کنیز چاہے تو مجھ کو بخش سکتی ہے۔ آہ شیخو! تم اکبر کی کنیز کو اکبر ہی کے سینے پر نچانا چاہتے ہو؟
(انتہائی صدمہ کے مارے سر جھکا لیتا ہے)
(دل آرام داخل ہو کر مجرا بجالاتی ہے)
(کچھ دیر چپکا اُسے دیکھا رہتا ہے) لڑکی! تجھے شیخو اور انارکلی کے کیا تعلّقات معلوم ہیں؟

دل آرام: (سراسیمگی سے) ظلِ الٰہی! کچھ نہیں۔

اکبر: جواب دینے سے پہلے سوچ۔

دل آرام: میں نے سچ کہہ دیا۔

اکبر: (پُرمعنی انداز میں) تو نے سچ نہ کہا تو تجھ سے سچ کہلوایا جائے گا۔

دل آرام: (سہم کر) ظلِ الٰہی! ظلِ الٰہی!

اکبر: ایک لفظ نہیں، جو کچھ ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں اُس کے سوا ایک لفظ نہیں۔

دل آرام: (بڑھ کر دو زانو ہو جاتی ہے۔ لجاجت سے) میں کچھ نہیں جانتی۔

اکبر: (دل آرام کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر) کمینی جھوٹ! تو نے دکھایا۔ صرف تو دیکھ سکی۔ تمام جشن میں سے صرف تو جو اُس وقت ہمارے حضور میں موجود تھی۔ جو سب سے زیادہ مصروف تھی۔ تو جانتی تھی۔ تجھے اس کی توقع تھی۔ کہنا ہوگا دل آرام! سب کچھ جو تو جانتی ہے ورنہ کہلوایا جائے گا۔

دل آرام: مجھے بخش دیجیے۔ مجھے بخش دیجیے۔

اکبر: تیرا دوسرا غیر ضروری لفظ پوچھنے کے ذرائع تبدیل کر دے گا۔

دل آرام: (سہمی ہوئی آواز میں) وہ مجھے برباد کر ڈالیں گے۔ ظلِ الٰہی کے عتاب میں لے آئیں گے۔

اکبر: کون؟

دل آرام: (اِدھر اُدھر دیکھ کر) صاحب عالم!

اکبر: شیخو؟ وہ جرأت نہیں کر سکتا۔

دل آرام: (اکبر کے پیروں کو ہاتھ لگا کر) اُن کی دھمکی خوف ناک تھی۔ افشائے راز کی سزا موت سے بھی زیادہ ہولناک تھی۔

اکبر: کیا؟

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

دل آرام: مجھ پر وہ جھوٹا الزام لگایا جائے گا جو واقعات نے انارکلی پر لگایا۔

اکبر: کہ تو سلیم کو چاہتی ہے۔

دل آرام: اور محبت کی مایوسی نے مجھے یوں انتقام لینے پر آمادہ کیا۔

اکبر: تو ہمارے سایۂ عاطفت میں ہے۔ بول!

دل آرام: (کھڑی ہو کر اِدھر اُدھر دیکھتی ہے) وہ رات کو باغ میں ملتے تھے اور اُن کی ملاقاتیں خطرناک ارادوں سے بھری ہوتی تھیں۔

اکبر: (دل آرام کو تکتے ہوئے) وہ ارادے؟

دل آرام: (لجاجت سے) مجھے جرأت نہیں پڑتی۔

اکبر: (کڑک کر) کہے جا!

دل آرام: (تامّل کے بعد) وہ ظلِ الٰہی کے دشمنوں پر آنچ لانے اور ہندستان کے تخت پر قبضہ پانے کی تجویزیں کیا کرتے تھے۔

اکبر: (دل آرام پر یوں نظریں گاڑ کر گویا سب کچھ اُس کے جواب پر منحصر ہے) شیخو بھی؟

دل آرام: انارکلی صاحبِ عالم کو اس پر آمادہ کرتی تھی۔

اکبر: (گرج کر) تو، جھوٹ بول رہی ہے، جھوٹ۔

دل آرام: (پیروں پر گر کر) ظلِ الٰہی کے حضور میں زبان سے جھوٹ نہیں نکل سکتا۔

اکبر: اُس سے انارکلی نے کہا —؟

دل آرام: ایک طرف باپ ہے اور دوسری طرف محبوب۔ دونوں میں سے جو پسند ہو چُن لو۔

اکبر: (بالوں سے پکڑ کر دل آرام کا منہ اوپر کرتا ہے) اور شیخو نے دونوں میں سے محبوب کو پسند کیا؟

دل آرام: وہ کھوئے سے گئے، مگر انارکلی رو پڑی۔ وہ اُٹھے اور ان کا ہاتھ تلوار پر گیا۔ انھوں نے انارکلی کے کان میں کچھ کہا اور وہ مسکرانے لگی۔

اکبر: (اکبر دل آرام کو چھوڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایذا کے احساس سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اس کا بدن آگے پیچھے یوں گھوم رہا ہے گویا پیروں میں جسم کو سنبھالنے کی تاب نہیں رہی۔ آخر لڑکھڑا کر تخت پر بیٹھ جاتا ہے)

دل آرام: میں چھپ کر سُن رہی تھی تو صاحبِ عالم کی نظر مجھ پر پڑ گئی۔ یہ سمجھ کر کہ میں یہ گفتگو بارگاہِ عالی تک پہنچا دوں گی، انھوں نے مجھ کو دھمکی دی کہ انارکلی کا نام زبان سے نکالنے پر تجھ کو پچھتانا ہوگا۔ مہابلی کے سامنے جھوٹی شہادت پیش کی جائے گی کہ تو خود ہم کو چاہتی ہے اور جب ہم نے تجھ کو مایوس کر دیا تو تو نے اپنی ناکامی کا انتقام لینے کو یہ ڈھنگ نکالا۔ میں سہم گئی۔ میری زبان بند ہو گئی۔ مجھے جہاں پناہ کے حضور میں ایک لفظ زبان سے نکالنے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن میں اس فکر میں گھلتی رہی۔ ایسے موقعے کی تاک میں رہی جہاں میری زبان بند رہے اور شہنشاہ کی نظریں دیکھ سکیں۔

اکبر: (صدمے کے مارے یوں سُن سا بیٹھا ہوا ہے گویا اس بھری دنیا میں اکیلا اور تہی دست رہ گیا ہے۔ آہستہ سے) بس کر! بس کر۔

دل آرام: (ملال سے) صاحبِ عالم بے قصور ہیں، معصوم ہیں۔ وہ پھسلا لیے گئے۔ بہکا لیے گئے۔ (خواجہ سرا آتا ہے)

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

خواجہ سرا: مہابلی! داروغۂ زنداں شرفِ باریابی چاہتا ہے۔

اکبر: کون؟

خواجہ سرا: داروغہ جو زنداں میں انارکلی کا محافظ ہے۔

اکبر: (منہ دوسری طرف کر کے) ہر زبان پر یہی نام میری تضحیک کر رہا ہے (توقف کے بعد خواجہ سرا سے) اس وقت کیا چاہتا ہے؟

خواجہ سرا: اُسے کچھ بے حد ضروری کام ہے۔

اکبر: (ذرا دیر خاموش رہ کر) بلاؤ!

(خواجہ سرا اُلٹے پاؤں واپس جاتا ہے)

(توقف)

دل آرام: (لجاجت سے) مہابلی! لونڈی کو معاف کرنا۔ میرے الفاظ نے سماعت عالی کو صدمہ پہنچایا۔ مگر میں پھر کیا کرتی؟ کس طرح ظلِ الٰہی کی جان کو خطرے میں دیکھتی اور چپ رہتی؟

اکبر: (یکا یک بیتاب ہو کر) کمینی! دور ہو جا!

(دل آرام مجرا بجالا کر چلی جاتی ہے)

(اکبر خاموش اور ساکت بیٹھا رہتا ہے، مگر اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی ہیں) میرے دماغ میں شعلے بھڑک رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا میں کیا کر بیٹھوں گا۔ مگر وہ اس صدمے کی طرح مہیب ہوگا۔ (داروغۂ زنداں داخل ہو کر مجرا بجالاتا ہے۔ اُس کا سانس پھول رہا ہے اور وہ منتظر ہے کہ اکبر اُس سے سوال کرے) رات کو کیوں آیا؟

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

داروغہ: (ہاتھ جوڑ کر) ایک الم ناک داستان سنانے کو۔

اکبر: (اسے سر سے پاؤں تک دیکھ کر) بیان کر!

داروغہ: (ہانپتے ہوئے) صاحبِ عالم نے اس وقت بہ زورِ شمشیر انارکلی کو زنداں سے نکال لے جانا چاہا۔

اکبر: (پاگلوں کی طرح داروغہ کا منھ تکتے ہوئے) کیا؟

داروغہ: وہ تلوار سونت کر میرے سرہانے پہنچے۔ شمشیر کی نوک میرے سینے پر رکھ مجھ سے کنجیاں چھین لیں اور زنداں میں داخل ہو گئے۔

اکبر: (کھڑا ہو جاتا ہے) شیخو! بہ زورِ شمشیر! (تحیّر کے عالم میں ماتھے پر بل پڑ جاتے ہیں) باپ کو برباد کر چکنے کے بعد اب وہ شہنشاہ سے بھی باغی ہے۔ (توقف کے بعد کوشش کر کے سکون سے) اور کیا ہوا؟

داروغہ: میں صاحبِ عالم سے مقابلہ کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ دروازے کے پاس کھڑا ہو کر ان کی گفتگو سننے لگا۔

اکبر: (دوسری طرف منھ کر کے) وہ کیا باتیں کر رہے تھے؟

داروغہ: (تھوڑے سے توقف کے بعد ڈرتے ہوئے) انھیں سُن کر شہنشاہ کی سماعت کو صدمہ پہنچے گا۔

اکبر: (گرج کر) بول!

داروغہ: شہزادہ چاہتا تھا انارکلی کو لے کر بھاگ جائے لیکن انارکلی ہندستان چاہتی تھی۔ وہ بولی یہ زنجیریں نہ کاٹو، اور زنجیریں پڑ جائیں گی۔ میرے اور تمھارے درمیان جو دیوار کھڑی ہے اُس کو ڈھاؤ۔

اکبر: (سامنے گھورتے ہوئے) دیوار! ذرا دیر بعد اس کا سر یوں جھک جاتا ہے، گویا گردن پر ڈھیلا ڈھیلا ہے)

داروغہ: (اکبر کو متاثر دیکھ کر) صاحبِ عالم نے انکار کر دیا اور بھاگ چلنے پر زور دیا۔

اکبر: (یک لخت داروغہ کا گریبان پکڑ کر) تو جھوٹ بولتا ہے۔ اُس نے انارکلی کی آرزو پوری کرنے کا وعدہ کیا۔

داروغہ: (ذرا دیر سمجھ نہیں سکا، کیا کہے۔ آخر سراسیمگی سے) نہیں۔ ہاں۔ وہ مجبور کر دیے گئے تھے۔

اکبر: (داروغہ کا گریبان چھوڑ کر قہر آلود نگاہیں اس پر گاڑ دیتا ہے) اور پھر؟

داروغہ: دونوں نے وہاں سے نکلنا چاہا۔

اکبر: اور تو؟

داروغہ: میں نے مقابلہ کر کے صاحبِ عالم کو روکنا محال جانا۔ میں نہ تلوار نکال سکتا تھا نہ انھیں زنداں میں بند کر دینے کی جرأت کر سکتا تھا۔ میں دوڑا ہوا اندر گیا اور میں نے کہا ظلِ الٰہی ادھر تشریف لا رہے ہیں۔

اکبر: اور وہ کیا بولے؟

داروغہ: انارکلی بولی صاحبِ عالم تلوار کھینچو اور صاحبِ عالم نے کہا شہنشاہ کو آنے دو۔

(اکبر اپنے آپ کو سنبھالنے کی بہت کوشش کرتا ہے مگر نہیں سنبھل سکا۔ اوندھا گرنے لگتا ہے۔ داروغہ بڑھ کر اُسے تھام لیتا اور تخت پر بٹھا دیتا ہے۔ اکبر ذرا دیر بعد نظر اس کی طرف اٹھاتا ہے)

داروغہ: (توقف کے بعد) میں نے انھیں اس کوشش کے انجام سے ڈرایا اور وعدہ کیا کہ جہاں پناہ کے چلے جانے کے بعد میں خود

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

انارکلی کے فرار میں امداد دوں گا۔ شہزادے کو یقین نہ آتا تھا لیکن جب میں نے اس کام کے لیے رشوت طلب کی تو انھوں نے مان لیا مگر ساتھ ہی دھمکی دی کہ وعدہ خلافی کی صورت میں ظلِ الٰہی کے حضور میں جھوٹی شہادت پہنچائی جائے گی کہ تو نے رشوت لی ہے۔

اکبر: (کمزور آواز میں) وہی دھمکی جو دل آرام کو دی گئی تھی۔

داروغہ: اس کے بعد میں انھیں اپنے حجرے میں لے گیا اور وہاں اُن کو بند کر کے اطلاع دینے کے لیے بارگاہِ عالی میں حاضر ہوا۔

اکبر: (منہ ہی منہ میں) یوں ہی ہونا تھا۔ یوں ہی ہونا تھا۔

داروغہ: (لجاجت سے) صاحبِ عالم معصوم ہیں۔ ترغیب خوف ناک تھی۔

اکبر: (سوچتے ہوئے پُرمعنی انداز میں) ہاں ترغیب خوف ناک ہے۔

داروغہ: مجھے اندیشہ ہے، صاحبِ عالم کل کوئی اور فتنہ نہ کھڑا کریں۔

(اکبر کچھ جواب نہیں دیتا۔ ساکت و جامد بیٹھا ہوا ہے۔ توقف غیر محدود معلوم ہوتا ہے)

میں ظلِ الٰہی کے فرمان کا منتظر ہوں۔

اکبر: (کچھ دیر بعد سکون سے) موت!

داروغہ: (آہستہ سے) کس کی؟

اکبر: (جوش سے بے تاب ہو کر) جس کے رقص نے ہندستان کے تختِ سلطنت کو لرزا دیا۔ جس کے نغمے نے ایوانِ شاہی میں شعلے بھڑکا دیے۔ جس کے حُسن نے جگر گوشۂ مغلیہ کے حواس چھین لیے۔ جس کی نظروں نے ہندستان کے شہنشاہ کو، شیخو کے باپ کو، جلال الدین کو لوٹ لیا۔ جس کی ترغیب نے خون میں خون کے خلاف زہر ملایا۔ جس کی سرگوشیوں نے قوانینِ فطرت کو بدلنا چاہا۔ لٹا ہوا باپ، تھکا ہوا شہنشاہ، ہارا ہوا فاتح، اُسے فنا کرے گا، مارے گا، مٹائے گا۔ جس طرح اس نے میری اولاد کو مجھ سے جدا کیا، یوں ہی وہ اپنی ماں سے جدا ہوگی۔ جس طرح اس نے مجھے عذاب میں ڈالا، یوں ہی وہ عذاب میں مبتلا کی جائے گی۔ جس طرح اس نے میرے ارمانوں اور خوابوں کو کچلا، یوں ہی اُس کا جسم کچلا جائے گا۔ لے جاؤ۔ اکبر کا حکم ہے۔ سلیم کے باپ کا، ہندستان کے شہنشاہ کا۔ لے جاؤ اس حسین فتنے کو، اس دل فریب قیامت کو، لے جاؤ۔ گاڑ دو۔ زندہ دیوار میں گاڑ دو! زندہ دیوار میں گاڑ دو!

(داروغہ رخصت ہو جاتا ہے۔ اکبر بولتا بولتا کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کا جوش جیسے اُس کے قابو سے نکل گیا تھا۔ تھک کر نیم بے ہوشی کی حالت میں مسند پر گر پڑتا ہے)

لفظ و معنی

ولی عہد	–	بادشاہِ وقت کا ہونے والا جانشین
بے تکلف	–	بناوٹ کے بغیر، سیدھا سادا، بے ساختہ
حرم	–	منکوحہ بیوی، کنیز، شرفا کا زنان خانہ

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

حرم سرا	-	زنان خانہ، بیگموں حرموں کے رہنے کا مکان
منظورِ نظر	-	نظر کو پسند، پیارا، محبوب
خواجہ سرا	-	زنانہ مکان میں خدمت کرنے والا، ہیجڑا غلام
داروغۂ زنداں	-	قید خانے کا ذمّے دار افسر
خواب گاہ	-	سونے کی جگہ، سونے کا کمرہ
تکلّف	-	بناوٹ، تصنع، تکلیف اٹھا کر کوئی کام کرنا
آراستہ	-	سجایا ہوا، سنوارا ہوا
حُجرہ	-	خلوت خانہ، چھوٹا کمرہ
ماہی پشت چھت	-	مچھلی کی پیٹھ جیسی چھت
قِرمزی	-	سرخ، لال
خوش وضع	-	اچھی بناوٹ کا
جھروکا	-	دریچہ، وہ کھڑکیاں جو ایوانِ شاہی میں سیر تماشا دیکھنے کے واسطے باغ یا دریا کی طرف واقع ہوتی ہیں۔
جڑاو	-	جواہرات سے جڑا ہوا
ہشت پہلو	-	آٹھ پہلوؤں والا
دوشاخہ	-	مجرم کی گردن پھانسنے کا شکنجہ
رتن مالا	-	ایک قسم کا پھول، ہیروں کا ہار
کرن پھول	-	ایک طرح کا پھول، کان کا ایک زیور
عطر بیز	-	خوشبودار، مہکتا ہوا
فرغل	-	روئی دار لبادہ
چکنا چور کرنا	-	ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، برباد کر دینا
توقّع	-	امید، بھروسا، آس
جل کر	-	ناراض ہو کر، غصّے میں
ضبط	-	برداشت، تحمّل
عشوہ	-	ناز نخرا
ارزاں	-	سستا، کم قیمت
کنیز	-	دائی، لونڈی، ماما
قلق	-	افسوس، پچھتاوا، رنج

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

چڑھا ہوا دریا	–	دریا میں پانی کا زیادہ ہونا، وقتی طور پر بہت زیادہ جذباتی ہونا
ممنونِ احسان	–	احسان مند، شکر گزار
ظلِ الٰہی	–	خدا کا سایہ، بادشاہ
والی	–	مالک، حاکم، سرپرست
ٹیس	–	زخم میں ہونے والا درد
دنیا سے سیر ہونا	–	دنیا سے دل بھر جانا، دنیا سے بے زار ہونا
ناشاد	–	دُکھی، رنجیدہ، ملول
جم کر رہ جانا	–	منجمد ہو کر رہ جانا، چپک جانا
ہاتھ پھیلانا	–	دستِ سوال دراز کرنا، مانگنے کے واسطے ہاتھ پھیلانا
التجا کرنا	–	منت سماجت کرنا، گزارش کرنا
ہوش حواس کھو بیٹھنا	–	عقل گم ہونا، بے اوسان ہونا
حواس	–	ہوش، اوسان
نامراد	–	محروم، ناکام، بے مراد
دَم توڑ دینا	–	مر جانا
منصف	–	انصاف کرنے والا
توقف	–	دیر، وقفہ
درد انگیز	–	درد پیدا کرنے والا
مرحلہ	–	منزل
جہاں بانی	–	بادشاہت
ملول	–	رنجیدہ، غمگین، اداس
انداز دکھانا	–	ادا دکھانا، چھب دکھانا
اشارے کنایے کرنا	–	آنکھ یا بھَوں یا کسی اور عضو کے وسیلہ سے دل کی بات ظاہر کرنا، بغیر بولے اپنا منشا ظاہر کرنا، بہکانا
الٹے پانو واپس ہونا	–	فوراً واپس ہونا
مُجرا بجالانا	–	ادب کے ساتھ جھک کر سلام کرنا
سراسیمگی	–	پریشانی، حیرانی
دوزانو ہونا	–	گھٹنوں کے بَل ہونا، ادب سے بیٹھنا
لجاجت	–	خوشامد

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

- حضور میں ہونا – روبرو ہونا، دربار، اجلاس
عتاب – غضب، قہر، غصہ
افشائے راز – بھید ظاہر ہونا، پردہ فاش ہونا
ہول ناک – بھیانک، ڈراونا، خوف ناک
سایۂ عاطفت – مہربانی اور شفقت کا سایہ
تأمّل – تذبذب، ہچکچاہٹ، فکر
آنچ آنا – مصیبت آنا، صدمہ پہنچنا
کھو جانا – محو ہو جانا، گم ہو جانا
ایذا – تکلیف، دکھ
تاب – برداشت، طاقت
بارگاہ – شاہی محل
عالی – اونچا، بلند، عظیم، قابلِ تعظیم
شہادت – گواہی
سُن ہو جانا – سکتے کی حالت میں ہونا، چپ رہ جانا
تہی دست – خالی ہاتھ
شَرَف – عزّت، فخر، بزرگی
شرف باریابی – خدمت میں حاضر ہونے کی عزّت، حاضر ہونے یا ملاقات کا شرف
تضحیک – مذاق اڑانا، کسی پر ہنسنا
سماعت – سننے کی طاقت
صدمہ پہنچانا – تکلیف یا نقصان پہنچانا
بے تاب – بے چین، بے قرار
آنکھوں سے چنگاریاں نکلنا – نہایت غضب ناک ہونا
دماغ میں شعلے بھڑکنا – نہایت غضب ناک ہونا، نہایت غصہ ہونا
مہیب – ڈراونا، خوف ناک، بھیانک
الم ناک – سخت تکلیف دہ، دردناک
تلوار سونتنا – تلوار کھینچنا، قتل کا ارادہ کرنا
تحیّر – حیرت، تعجب، اچنبھا

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

ماتھے پر بل پڑنا	–	چہرے سے رنج ظاہر ہونا، غصہ آنا
باغی	–	بغاوت کرنے والا، نافرمان
یک لخت	–	اچانک، فوراً
قہر آلود	–	جس میں قہر شامل ہو، غصّے سے بھرا ہوا
نگاہیں گاڑنا	–	نگاہیں جمانا، کسی چیز کو غور سے دیکھنا
محال	–	ناممکن
مہابلی	–	بڑا طاقت ور، نہایت زبردست، شہ زور
معصوم	–	بے گناہ
ترغیب	–	رغبت دلانا، اکسانا، بہکاوا
اندیشہ	–	خدشہ، تردّد، فکرمندی، سوچ
فتنہ کھڑا کرنا	–	ہنگامہ برپا کرنا، ہل چل مچانا، غدر مچانا
ساکت	–	بے حرکت، خاموش، دم بہ خود
جامد	–	جما ہوا، ٹھوس
غیر محدود	–	جس کی کوئی حد نہ ہو
لرزانا	–	ڈرانا، خوف دلانا
ایوانِ شاہی	–	شاہی محل
جگر گوشہ	–	اولاد
لوٹ لینا	–	تباہ و برباد کر دینا
سرگوشی	–	کانا پھوسی
قوانین	–	قانون کی جمع
فطرت	–	قدرت، خلقت
فنا کرنا	–	برباد کرنا
دل فریب	–	دل کو لبھانے والا، من موہن
فتنہ	–	جھگڑا، فساد، بغاوت

آپ نے پڑھا

□ ڈراما نثر کے ساتھ نظم کے پیرائے میں بھی لکھا گیا ہے۔ عہدِ قدیم میں تو اکثر و بیشتر ڈرامے منظوم ہوتے تھے۔ افسانہ اور ناول کی طرح قصّے کو اس میں مرکزی مقام حاصل ہے، اس فرق کے ساتھ کہ اس کے عناصر

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

فکشن کی دوسری اصناف سے بعض معاملوں میں جدا ہوتے ہیں۔ ڈراما یونانی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی کر کے دکھانا ہے۔ اس معنی کے پیش نظر اس کا تعلق مظاہرہ یا اسٹیج سے ہو جاتا ہے۔ اس کا التزام ہر زبان کے ڈراما نگار کو کرنا ہوتا ہے۔ اسی لیے ڈراما نگار محض لکھتا نہیں ہے بلکہ یہ امر بھی اس کے پیشِ نظر ہوتا ہے کہ اسی کو ناظرین کو دکھانا ہے۔ کردار یا کرداروں کی خود کلامی سے لے کر ان کے مکالموں کو بھی ناظرین کو سنانا اس کے مقاصد میں شامل ہے۔ محض سنانے یا پڑھنے کے لیے لکھے گئے ڈرامے اکثر کامیاب نہیں تصور کیے گئے۔

- ڈرامے کا ایک اور امتیازی عنصر کش مکش اور تصادم ہے۔ قصّے کے تار و پود میں پیوست یہ عناصر کسی ڈرامے کی اصل اور اساس ہیں۔ اس سے ڈراما نگار اسٹیج پر رونما ہونے والے واقعات، کرداروں کی حرکات و سکنات اور ان کے مکالموں سے ڈرامائیت پیدا کرتا ہے۔ اور اس طرح قصّے کے کلائمکس یا انجام کے تئیں ناظرین کے دلوں میں اشتیاق، تجسّس اور دل چسپی کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اسی مرحلے میں کرداروں کے باہمی ٹکراو کو بھی اسٹیج پر پیش کرنا لازمی ہوتا ہے جس سے ناظرین کی دل چسپی اور قصّے میں شراکت عروج تک پہنچتی ہے۔ اس لیے تصادم ڈرامے کا ایسا لازمی عنصر ہے جس کے بغیر کوئی ڈراما اپنے طربیہ یا المیہ انجام تک نہیں پہنچ سکتا۔ انارکلی تو مختلف طرح کے تصادمات کی آماج گاہ تسلیم کی جاتی ہے۔
- ڈرامے میں کش مکش، نظریات و اقدار اور ذہنی رویّوں کے مابین تصادم سے پیدا ہوتی ہے۔ نئے اور پرانے، اچھے اور بُرے، خوش گوار یا ناگوار، صورتِ حال کے مابین تصادم اور انجام کار؛ ان میں سے کسی ایک کا غلبہ یا شکست و فتح یا کامرانی۔
- امتیاز علی تاج کا ڈراما انارکلی، نہ صرف ان کی تمام تصانیف میں سب سے ممتاز ہے، بلکہ اردو کے مقبول ترین ڈراموں میں سرِ فہرست بھی ہے۔ تاج نے انارکلی کا قصّہ تاریخ سے اخذ کیا ہے جس کی تاریخی حیثیت گو مشکوک ہے مگر اس میں شامل عوامی روایت کا عنصر اس قدر قوی ہے کہ پورا قصّہ سچّا معلوم ہوتا ہے۔
- انارکلی کے قصّے کا تعلق مغل شہنشاہ کے حرم سرا سے ہے۔ شہنشاہ اکبر کا ولی عہد شاہزادہ سلیم حرم سرا کی ایک کنیز انارکلی پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ ایک کنیز سے اپنے لختِ جگر کی محبت کو اکبر قبول نہیں کر پاتا اور آخر وہ دونوں محبت کرنے والے اس کے عتاب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ انارکلی دیواروں کے بیچ زندہ چُن دی جاتی ہے اور سلیم قید کر لیا جاتا ہے۔
- عشق، رقص اور موت کی سرخیوں کے تحت امتیاز علی تاج نے ڈراما ''انارکلی'' کو تین حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ اوّلین دو ابواب چار چار اور آخری باب پانچ مناظر پر مشتمل ہے۔ ہر منظر کا ایک ذیلی عنوان بھی ہے۔ نصاب میں شامل حصّہ تیسرے باب کا منظرِ سوم ہے۔
- یہ ڈرامے کا سب سے اہم اور مؤثر حصّہ ہے۔ یہاں اکبر اعظم شدید جذباتی صدموں کا سامنا کرتے ہوئے انارکلی کی موت کا فرمان جاری کرتا ہے۔ جس کش مکش کو ڈرامے کے گذشتہ مناظر میں برقرار رکھا گیا تھا،

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

یہ حصہ اس کا نقطۂ عروج پیش کرتا ہے۔

- ڈراما 'انارکلی' قصے کے انجام کے اعتبار سے ایک المیہ ہے۔ اس کے بیش تر کردار الم ناک تجربے کا سامنا کرتے ہیں۔ ناکامی اور شکست سے یہ سبھی دو چار ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ ناکام اور شکست خوردہ کردار اصل میں اکبر ہی ہے۔

آپ بتائیے

1- ڈراما ''انارکلی'' کے خالق کا نام کیا ہے؟

2- امتیاز علی تاج کے علاوہ پانچ دیگر ڈراما نگاروں کے نام لکھیں؟

3- شہزادہ سلیم کے والد کا اصل نام کیا تھا؟

4- دل آرام کون تھی؟

5- کس نے کہا، ''انارکلی کا ہو کر وہ ہمارا سلیم بن جائے گا؟''

6- انارکلی کا اصل نام کیا تھا؟

7- انارکلی کی بہن کا نام کیا تھا؟

8- انارکلی کی پہلی اشاعت کب ہوئی؟

9- انارکلی کے تین اہم کرداروں کے نام بتائیے۔

10- ''فاتح ہند کی قسمت میں ایک کنیز سے شکست کھانا لکھا تھا''، کیا یہ بات سلیم نے کہی؟

11- ''میں خوش ہوں کہ میں صرف ماں ہوں اور مجھ کو رنج ہے کہ آپ شہنشاہ ہیں، صرف شہنشاہ''۔ کیا یہ بات انارکلی کی ماں نے اکبر سے کہی؟

12- ''باپ کو برباد کرنے کے بعد اب وہ شہنشاہ سے بھی باغی ہے۔'' اکبر نے یہ بات کس کے بارے میں کہی؟

13- سلیم کے لیے اکبر کا کیا خواب تھا؟

- دیے گئے الفاظ کی ضد بتائیے۔

ویران	موت	سستا	فتح	ارزاں
سختی	حق	گناہ	مشکل	جہنم

مختصر گفتگو

1- دل آرام، انارکلی کو کیوں ناپسند کرتی تھی؟

2- اکبر اپنی خواب گاہ میں حد درجہ پریشان کیوں نظر آتا ہے؟

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

3- رانی نے اکبر کو سمجھانے کے لیے کیا باتیں کہیں؟
4- انارکلی کی ماں سے اکبر کیا سلوک کرتا ہے؟

تفصیلی گفتگو

1- اکبر کے کردار سے اپنی واقفیت ظاہر کیجیے۔
2- انارکلی کا شاملِ نصاب حصّہ آپ کو کیسا لگا؟ اس کے متعلق اظہار کیجیے۔
3- سلیم کی ماں اور انارکلی کی ماں میں کیا فرق ہے؟
4- یہ ڈراما کس کردار کا المیہ ہے؟ بحث کریں۔
5- تصادم کیا ہے؟ کیا آپ اس ڈرامے میں بعض تصادمات کی نشان دہی کر سکتے ہیں؟
6- شاہزادہ سلیم اور انارکلی کی محبت کا انجام لکھیے؟
7- دل آرام نے اپنے خوابوں کی تکمیل کے لیے کیا کیا؟

آیئے، کچھ کریں

1- شہنشاہ اکبر اور شہزادہ سلیم کی تصویر لائبریری میں موجود کسی کتاب سے تلاش کر کے اس کی نقل تیار کیجیے؟
2- اکبر کی خواب گاہ میں جن اشیا کو دکھایا گیا ہے، ان کی ایک فہرست تیار کریں۔
3- اکبر کی ذہنی کیفیت کا پتا دینے والے وہ فقرے جنھیں ڈراما نگار نے مکالموں کی ابتدا، وسط یا آخر میں قوسین کے اندر درج کیے ہیں، ان کی فہرست (بالترتیب) تیار کیجیے؟
4- اسی طرح شاملِ نصاب حصّے میں پیش کیے گئے دوسرے کرداروں کی حرکات وسکنات کی فہرست تیار کی جاسکتی ہے، اور ان کے مرتبے اور حیثیت کا پتا لگایا جاسکتا ہے۔
5- اسٹیج کی آرائش اور کرداروں کی زیبائش کو ملحوظ رکھتے ہوئے، ڈرامے کا شاملِ نصاب حصّہ ڈرامے کی شکل میں اسکول کے کسی پروگرام میں پیش کیجیے؟

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)